از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 31 اگست 1964

سٹیٹ آف بمبئی (مہاراشٹرا)

بنامِ

شیو بالک گوری شنکر دوبے اور دیگراں

(پی بی گجیندر گڈکر، چیف جسٹس، جے سی شاہ اور این راج گوپال آئینگر جسٹسز)

اختیارات کی تفویض ------ کیا اس میں بمبئی کرایہ داری اور زرعی قوانین ایکٹ، 1948 (1948 کا بمبئی 67)، ذیلی دفعہ 65، 83 شامل ہیں۔

درخواست گزار ریاست کی جانب سے ایک نوٹس جاری کیا گیا تھا جس میں مدعا علیہان کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرائی گئی تھی کہ جن زرعی زمینوں کے وہ مالک تھے وہ بنجر رہ گئی ہیں، اور انہیں مطلع کیا گیا ہے کہ درخواست گزار بمبئی کرایہ داری اور زرعی قوانین ایکٹ کی دفعہ 65 کے تحت مذکورہ زمینوں کا انتظام دوبارہ شروع کرے گا جب تک کہ مدعا علیہان اگلے زرعی موسم میں انہیں زیر کاشت لانے کے لئے اقدامات نہیں کرتے۔ ایسا لگتا ہے کہ بعد میں ڈپٹی کلکٹر کے احکامات کے تحت جانچ کی گئی جس کے نتیجے میں انہوں نے دفعہ 65 کے تحت ایک حکم جاری کیا جس میں ہدایت دی گئی کہ زمینوں کو ریاست کے ذریعہ کاشت کاری کے لئے دوبارہ شروع کیا جانا چاہئے۔ ڈپٹی کلکٹر کے حکم کو تبدیل کرانے کی اپنی کوششوں میں ناکام ہونے کے بعد، مدعا علیہان نے یہ اعلان کرنے کے لئے مقدمہ دائر کیا کہ ڈپٹی کلکٹر کے ذریعہ دیا گیا حکم غیر قانونی اور کالعدم ہے اور یہ کہ وہ ان کی زمینوں سے ان کو قبضہ نہیں دے سکتا ہے۔ مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ مدعا علیہان نے ہائی کورٹ سے اپیل کی اور اس نے پایا کہ دفعہ 65 (1) اور دفعہ 83 کی منصفانہ اور معقول تعمیر پر اپیل کنندہ دفعہ 65 (1) کے تحت اپنے اختیارات تفویض کر سکتا ہے، لیکن

مذکورہ اختیارات کے استعمال کے لئے اپنی ذمہ داری تفویض نہیں کرسکتا ہے، اور چونکہ اس نے ٹرائل کورٹ کے ذریعہ منظور کردہ حکم کو تبدیل کردیا ہے۔ خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل پر:

حکم ہوا: (1) دفعہ 83 وفد کو نہ صرف اس کے ذریعہ بیان کردہ اختیارات کا اختیار دیتی ہے، بلکہ ان فرائض یا افعال کو بھی اختیار دیتی ہے جو اختیارات کے وجود سے متعلق ہیں اور ان کے ساتھ لازمی طور پر منسلک ہیں (216 A.B)

ایڈورڈ لیسو منگونی بمقابلہ اٹارنی جنرل آف ناردرن روڈیشیا، (1960) 2 ڈبلیو ایل آر 389، کا حوالہ دیا گیا ہے۔ (ii) دفعہ 65 (1) کے تحت ڈپٹی کلکٹر کو خود زرعی کھیتوں میں جانا ہوگا اور موقع پر ہی پوچھ گچھ کرنی ہوگی کہ آیا وہ بنجر پڑے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ چاہے تو خود ثبوت ریکارڈ کرسکتا ہے، یا ثبوت کی ریکارڈنگ اور موقع پر اصل معائنہ کسی ماتحت افسر پر چھوڑ دیا جاسکتا ہے . اس طرح کے مقامی معائنے کی رپورٹ اور اس سلسلے میں جمع کیے گئے ثبوتوں کا ریکارڈ ڈپٹی کلکٹر کو بھیجا جائے گا، اور یہ وہ مواد ہوگا جس پر وہ خود جانچ کریں گے۔ اس طریقہ کار میں کوئی وفد شامل نہیں ہے۔ [H-217 ؛ 217G-H؛218-B) ایلنگھم بمقابلہ زراعت اور ماہی گیری کے وزیر،

[1948] 1 All.E.R. 780 ممتاز ہیں

ناتھو بھائی گنڈا بھائی دیسائی بمقابلہ ریاست بمبئی و دیگراں آئی ایل آر (1955) بمبئی 407 کا حوالہ دیا گیا ہے،

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 269 آف سال 1962۔ بمبئی ہائی کورٹ کے 5 اکتوبر 1959 کے فیصلے اور ڈگری سے خصوصی اجازت کے ذریعے

پہلی اپیل نمبری 712 سال 1955 میں کی گئی۔

درخواست گزار کی طرف سے ایس جی پٹوردھن اور بی آر جی کے آچار

جواب دہندگان کی طرف سے نونیت لال۔

عدالت کا فیصلہ گجیندر گڈکر چیف جسٹس نے سنایا۔

دفعہ 65 میں شامل دفعات کا دائرہ کار اور اثر کیا ہے جس کو بمبئی کرایہ داری اور زرعی زمین ایکٹ (سال 1948 کا نمبر 67) کی دفعہ 83 (اس کے بعد اسے ایکٹ کہا جاتا ہے) پڑا جائے، یہ وہ مختصر سوال ہے جو اس اپیل میں ہمارے فیصلے کے لیے پیدا ہوتا ہے۔ یہ چاروں جواب دہندگان مہاراشٹر کے تعلقہ پالگھر کے دیوکھوپ میں کچھ زرعی زمینوں کے مالک ہیں۔ 23 جون، 1951 کو درخواست گزار ریاست بمبئی (اب مہاراشٹر) کی طرف سے ایک نوٹس جاری کیا گیا، جس میں مدعا علیہان کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرائی گئی کہ جن زرعی زمینوں کے وہ مالک تھے وہ 1948-49 سے بنجر ہیں، اور انہیں مطلع کیا گیا کہ اپیل کنندہ ریاست ایکٹ کی دفعہ 65 کے تحت مذکورہ زمینوں کا انتظام دوبارہ شروع کرے گی جب تک کہ مدعا علیہان انہیں مندرجہ ذیل زراعت کے موسم میں زیر کاشت لانے کے لئے اقدامات نہیں کرتے ہیں۔ . جواب دہندگان سے کہا گیا کہ اگر وہ مذکورہ زمینوں کو کاشت کاری کے لئے لانا چاہتے ہیں تو وہ نوٹس موصول ہونے کی تاریخ سے 15 دن کے اندر ایسا کرنے کے اپنے ارادے کی اطلاع بھیجیں۔ ایسا لگتا ہے کہ بعد میں ڈپٹی کلکٹر کے احکامات کے تحت ایک انکوائری کی گئی جس کے نتیجے میں 30 دسمبر 1951 کو انہوں نے دفعہ 65 کے تحت ایک حکم جاری کیا جس میں ہدایت دی گئی کہ حکومت کو کھیتی کے لئے زمینوں کو دوبارہ شروع کرنا چاہئے۔ اس کے بعد مدعا علیہان کی جانب سے ڈپٹی کلکٹر کے سامنے نمائندگی کی گئی جس کے نتیجے میں تقریباً 18 ایکڑ اور 30 گھنٹھا زمین اس بنیاد پر جاری کی گئی کہ مالکان نے پہلے نوٹس کے ذریعہ دی گئی ہدایت کی تعمیل میں زمین کے اس حصے پر کاشت کاری کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے تھے۔ دیگر

زمینوں کے بارے میں ڈپٹی کلکٹر کے ذریعہ جاری کردہ حکم پر کوئی اثر نہیں پڑا۔اس کے بعد مدعا علیہ نمبر 1 نے 24 مارچ 1952 کو اپنی درخواست کے ذریعے کلکٹر سے رابطہ کیا۔ تاہم اس درخواست کو مسترد کر دیا گیا۔اس کے بعد جواب دہندگان نے محکمہ ریونیو سے رجوع کیا، لیکن یہ کوشش بھی ناکام رہی۔ یہی وجہ ہے کہ 23 دسمبر 1953 کو ان کے ذریعے یہ مقدمہ دائر کیا گیا کہ ڈپٹی کلکٹر نے 30 دسمبر 1951 کو جو حکم جاری کیا تھا وہ غیر قانونی اور کالعدم تھا اور وہ ان کی زمینوں سے ان کو بے دخل نہیں کر سکتا تھا۔اس طرح ان کے دعوے کے مطابق، جواب دہندگان نے درخواست گزار کے خلاف قبضہ اور منافع کمانے کا حکم مانگا۔

درخواست گزار نے مدعا علیہان کے دعوے سے اختلاف کیا۔عرضی میں زور دیا گیا ہے کہ قانون کی دفعہ 63(1) اور دفعہ 85 کے تحت بنائے گئے مقدمے پر روک لگائی جائے۔قابلیت کی بنیاد پر درخواست گزار نے مدعا علیہان کی جانب سے لگائے گئے الزامات کی صداقت کو چیلنج کیا۔درخواست گزار کی جانب سے یہ واضح کیا گیا تھا کہ مطلوبہ جانچ مناسب اور مناسب طریقے سے کی گئی تھی اور مذکورہ حکم ایکٹ کی متعلقہ دفعات کے مطابق جاری کیا گیا تھا۔درخواست گزار کے مطابق عدالت دیوانی کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ڈپٹی کلکٹر کی جانب سے حکم جاری کرنے سے پہلے طے پانے والے نتیجے کی صداقت یا معقولیت پر غور کرے۔

فاضل جج جس نے ان درخواستوں پر مناسب مسائل طے کیے، نے بنیادی طور پر اپیل کنندہ کی طرف سے اٹھائے گئے دلائل کو برقرار رکھا۔ان کی رائے میں موجودہ مقدمے کو ایکٹ کی دفعہ 65(1) اور 85 کے تحت ممنوع قرار دیا گیا تھا۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ ڈپٹی کلکٹر کے ذریعہ کیا گیا اعلان کالعدم نہیں ہے۔مدعا علیہان کی جانب سے ایکٹ کی دفعہ 65 اور 66 میں شامل قانونی دفعات کے جواز کے خلاف دائر عرضی کو انہوں نے مسترد کر دیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ مذکورہ دفعات آئین کے آرٹیکل 19 اور 31 کی

دفعات کی خلاف ورزی نہیں کرتی ہیں۔ فاضل جج نے یہ بھی پایا کہ مدعا علیہان کی جانب سے مذکورہ حکم کی منظوری سے قبل کی گئی جانچ کے جواز یا معقولیت کے خلاف کی گئی شکایت جائز نہیں ہے۔ نتیجے میں مدعا علیہ کا مقدمہ خارج کر دیا گیا۔

اس کے بعد مدعا علیہان نے اس معاملے کو اپیل کے ذریعے ہائی کورٹ کے سامنے پیش کیا، اور ان کی طرف سے ہائی کورٹ کے سامنے تین اعتراضات اٹھائے گئے۔ سب سے پہلے یہ دلیل دی گئی کہ جن زمینوں کے بارے میں یہ اعلان کیا گیا تھا وہ قانون کے مطابق زمینیں نہیں ہیں، اور اس لئے، ایکٹ کے متعلقہ توضیع لاگو نہیں ہیں۔ اس کے بعد یہ زور دیا گیا کہ اس سے پہلے کہ حکومت ایکٹ کی دفعہ 65 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کر سکے، اس پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی کہ وہ اس بات سے مطمئن ہو کہ ان زمینوں پر ان کا انتظام سنبھالنے سے پہلے دو سال کی مدت تک کھیتی نہیں کی گئی تھی۔ اور یہ شرط پوری نہیں ہوئی تھی، کیوں کہ ریاستی حکومت کی جانب سے ماتحت افسروں کو اپنے فرائض کی انجام دہی، یا اعلان کرنے کے اختیار کے بارے میں بتانا، قانون میں جائز نہیں تھا۔ یہ بھی دلیل دی گئی تھی کہ چونکہ اطمینان اتھارٹی کو ہونا چاہئے جو اعلان کرنے کا مجاز ہے، لہذا وہ اس سلسلے میں اپنے فرائض اور فرائض کا کوئی حصہ تفویض نہیں کر سکتا ہے اور مذکورہ اتھارٹی کو خود جانچ کرنی ہوگی۔

ہائی کورٹ نے ان میں سے دوسرے اعتراض کو برقرار رکھا ہے۔ اس میں پایا گیا ہے کہ دفعہ 65(1) اور سیکشن 83 کی منصفانہ اور معقول تعمیر پر اپیل کنندہ اپنے مقررہ اختیارات تفویض کر سکتا ہے۔ 65(1)، لیکن مذکورہ اختیارات کے استعمال کے لئے اپنی ذمہ داری تفویض نہیں کر سکتا تھا.

یہی وجہ ہے کہ ٹرائل کورٹ کی جانب سے جاری کردہ حکم نامے کو اس بنیاد پر واپس لے لیا گیا ہے اور مدعا علیہان کی شفاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس فیصلے کے ساتھ ہی قبضے کی فراہمی اور منافع کی ادائیگی کے حوالے سے ایک مناسب حکم جاری کیا گیا ہے جیسا کہ

جواب دہندگان نے دعویٰ کیا ہے۔ یہ اس حکم نامے کے خلاف ہے کہ اپیل کنندہ خصوصی اجازت سے اس عدالت میں آیا ہے۔اور اس کی طرف سے مسٹر پٹور دھن کی طرف سے اٹھایا گیا واحد نکتہ یہ ہے کہ دفعہ 65(1) اور دفعہ 83 میں شامل دفعات کے دائرہ کار اور اثر کے بارے میں ہائی کورٹ نے جو نقطہ نظر اختیار کیا ہے وہ اچھی طرح سے قائم نہیں ہے۔

دفعہ **65(1)** اس طرح ہے:

"اگر ریاستی حکومت کو ایسا لگتا ہے کہ لگاتار دو سال تک کوئی زمین زیر کاشت نہیں رہی ہے یا زمین کا مکمل اور موثر استعمال زراعت کے مقصد سے نہیں کیا گیا ہے، تو مالک کی کوتاہی یا کسی اور وجہ سے جو اس کے اختیار سے باہر نہیں ہے، ریاستی حکومت کر سکتی ہے، اس طرح کی تحقیقات کرنے کے بعد، جیسا کہ وہ مناسب سمجھتا ہے، اعلان کریں کہ ایسی زمین کا انتظام فرض کیا جائے گا . اس طرح کیا گیا اعلان حتمی ہوگا۔ ''

اس دفعہ کے ساتھ ساتھ دفعہ 83 کا حوالہ دینا ضروری ہے جس میں لکھا ہے:---

ریاستی حکومت ایسی پابندیوں اور شرائط کے تابع جو وہ سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے عائد کرے گی، اپنے کسی بھی افسر کو اسسٹنٹ یا ڈپٹی کلکٹر کے عہدے سے کم نہیں، اس ایکٹ کے ذریعہ تفویض کردہ تمام یا کسی بھی اختیارات کو تفویض کر سکتی ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اگرچہ وہ ریاستی حکومت کو دفعہ 65 (1) کے تحت اپنے اختیارات تفویض کرنے کا مجاز ہے، لیکن وہ جانچ کرنے کے لئے اپنی ذمہ داری یا ذمہ داری تفویض نہیں کر سکتا ہے جس کے نتیجے میں یہ اعلان کیا جا سکتا ہے۔ ہائی کورٹ کا کہنا ہے کہ ریاستی حکومت اعلان کرنے کے لئے اپنے اختیار کا استعمال کر سکتی ہے اور یہ اختیار یا اختیارات دفعہ 83 کے تحت تفویض کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس طرح کے اختیار یا اختیارات کا استعمال کیا جا سکے، ریاستی حکومت پر یہ ذمہ داری

عائد کی گئی ہے کہ وہ اس بات کی جانچ کرے کہ آیا مذکورہ زرعی زمین قانون کے ذریعہ مقرر کردہ مدت تک غیر کاشت شدہ یا بنجر رہی ہے، اور ایسی جانچ کرنے کی ذمہ داری یا فرض ہے جو جانچ کے نتیجے میں اعلان کرنے کے اختیار یا اختیارات سے الگ اور الگ ہو۔

دفعہ 83 کے تحت تفویض نہیں کیا جا سکتا۔ یہ عام بات ہے کہ جانچ ریاستی حکومت نے نہیں کی تھی اور اگر ہائی کورٹ کا یہ نظریہ درست ہے کہ جانچ کرنے کی ذمہ داری یا فرض تفویض نہیں کی جا سکتی ہے، تو یہ اعلان حملے کے لئے کھلا ہوگا کیونکہ اس سے پہلے مناسب جانچ نہیں کی گئی تھی، مسٹر پٹوردھن کا کہنا ہے کہ ہائی کورٹ کی طرف سے لیا گیا نظریہ واضح طور پر غلط ہے اور ہم مطمئن ہیں کہ یہ بحث اچھی طرح سے قائم ہے. دفعہ 83 ریاستی حکومت کی طرف سے مخصوص حیثیت کے کسی بھی افسر کو تفویض کرنے کا اختیار دیتی ہے اور وفدا یکٹ کی دفعات کے ذریعہ ریاستی حکومت کو تفویض کردہ تمام یا کسی بھی اختیارات کے سلسلے میں ہوسکتا ہے۔ اب، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ریاستی حکومت کو واضح طور پر تفویض کردہ تمام یا کسی بھی اختیارات کو تفویض کرنے کا اختیار ہے۔ اگر مذکورہ اختیارات کے استعمال کے لئے ایک شرط کے طور پر انکوائری کرنے کی ذمہ داری تفویض نہیں کی جا سکتی ہے تو دفعہ 83 تقریباً بے معنی ہو جائے گا۔ سیاق وسباق میں، جس طاقت کو تفویض کیا جا سکتا ہے وہ تفتیش سے الگ نہیں ہے جو اختیارات کے استعمال سے پہلے ضروری ہے، اور اس طرح، بنانے کے لئے 83 . مؤثر طور پر یہ کہنا ضروری ہے کہ مذکورہ سیکشن کے ذریعہ مجاز اختیارات کی منتقلی میں لازمی طور پر ذمہ داریوں یا فرائض کی انجام دہی شامل ہونی چاہئے جو مذکورہ اختیارات کے استعمال کے لئے ضروری ہیں۔

اگر ہائی کورٹ کا موقف درست ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ریاستی حکومت مخصوص طبقے سے تعلق رکھنے والے کسی بھی افسر کو دفعہ 65(1) کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرنے کا اختیار دے سکتی ہے، لیکن اسے کسی بھی افسر کو اس طرح کی جانچ کرنے کا اختیار تفویض کیے بغیر ہی ابتدائی جانچ کرنی ہوگی۔ اس بات پر زور دینے کی ضرورت نہیں

ہے کہ یہ موقف اتنا واضح طور پر غیر منطقی ہے کہ اختیارات تفویض کرنے کے اختیار کے جواز کو تسلیم کرنا غیر معقول ہوگا جبکہ اس بات پر زور دینا کہ اختیارات کے استعمال کے لئے شرائط اتنی الگ اور منفرد نوعیت کی ہیں کہ مذکورہ شرائط کو پورا کرنے کے لئے، مطلوبہ جانچ ریاستی حکومت کے کسی نمائندے کے ذریعہ نہیں بلکہ خود ریاستی حکومت کے ذریعہ کی جانی چاہئے۔ اس نتیجے پر پہنچنے میں کہ اختیارات سے الگ ذمہ داری تفویض نہیں کی جا سکتی، ہائی کورٹ بظاہر اس حقیقت سے متاثر تھا کہ انکوائری کے خلاف کوئی اپیل نہیں کی جائے گی اور اس طرح کی انکوائری کے نتیجے پر پہنچا جائے گا۔ ہم ہائی کورٹ کے ذریعہ اختیار کردہ استدلال کے اس حصے پر کوئی رائے ظاہر کرنے کی تجویز نہیں رکھتے ہیں۔ یہ ایکٹ کی دفعہ 86 کی تعمیر پر منحصر ہوگا۔ لیکن اپیل کی اہلیت کے حوالے سے جو بھی موقف ہو، ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ دفعہ 83 کی منصفانہ اور چاہئے، بلکہ ان فرائض یا افعال کا بھی اختیار دیا جانا چاہئے جو اختیارات کے استعمال سے متعلق ہیں اور ان کے ساتھ لازمی طور پر جڑے ہوئے ہیں۔

اس سلسلے میں، ہم ایڈورڈ لیسو منگونی بمقابلہ اٹارنی جنرل آف ناردرن روڈیشیا (1) میں پریوی کونسل کے فیصلے کا مفید حوالہ دے سکتے ہیں۔ اس صورت میں شمالی روڈیشیا کے قائم مقام گورنر کی جانب سے اپنے قانونی اختیارات کے تحت بنائے گئے ایمرجنسی پاورز ریگولیشنز، 1956 کے ریگولیشن 16 (1) کے تحت اسی طرح کے ایک سوال سے نمٹتے ہوئے پریوی کونسل نے کہا ہے کہ ریگولیشن 16 (1) کے تحت اختیارات اور فرائض اتنے آپس میں جڑے ہوئے ہیں کہ ایک کو دوسرے سے الگ کرنا ممکن نہیں ہے تاکہ ایک شخص اور اس پر ڈیوٹی عائد کی جا سکے۔ دوسرے میں طاقت۔ ریگولیشن میں اتنا فرض نہیں تھا، بلکہ ایک فرض کے ساتھ مل کر ایک طاقت تھی، اور جو اس طاقت کا استعمال کرتا تھا اسے یہ فرض انجام دینا پڑتا تھا۔ نتیجتاً پریوی کونسل نے یہ موقف اختیار کیا کہ ریگولیشن 16 (1) کے تحت اپنے فرائض تفویض کرتے ہوئے گورنر اختیارات اور فرائض دونوں ایک ہی شخص

کوتفویض کرسکتا ہے- وہ اختیارات دوسرے کوتفویض نہیں کرسکتا اور اپنی ذمہ داری اپنے سپرد نہیں کرسکتا۔ یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ اختیارات تفویض کیے جاسکتے ہیں تو اس کے کیا غیر معمولی نتائج برآمد ہوں گے، لیکن واقعہ کی تحقیقات کرنے کی ذمہ داری نہیں ہے جو صرف اختیارات کے استعمال کا باعث بن سکتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہائی کورٹ کی جانب سے اختیار کیا گیا نقطہ نظر اختیارات تفویض کرنے کے اختیار کو مکمل طور پر بے معنی بنادے گا۔ منصفانہ طور پر، ہمیں یہ کہنا چاہئے کہ جواب دہندگان کی طرف سے پیش ہونے والے مسٹر پاٹھک نے ہائی کورٹ کے فیصلے کے اس حصے کی حمایت کرنے کی کوشش نہیں کی۔

ایسا لگتا ہے کہ موجودہ معاملے میں ہائی کورٹ کے فیصلے کے نتیجے میں، مہاراشٹر مقنّنہ نے ایکٹ کی دفعہ 83 میں ضروری ترمیم کرنا دانشمندانہ سمجھا۔ ترمیمی ایکٹ کی دفعہ 29 (a) میں کہا گیا ہے کہ لفظوں کے لئے " تفویض کردہ اختیارات "یا" تفویض کردہ فرائض ہیں" کو 31 اکتوبر 1949 کے دن تبدیل سمجھا جائے گا اور اس کے مطابق ریاستی حکومت کی جانب سے عائد کردہ کسی بھی ذمہ داری کی دفعہ 83 کے تحت تفویض شدہ یا مبینہ تفویض (کسی بھی عدالت کے فیصلے، فرمان یا حکم کے باوجود) کو ہمیشہ درست سمجھا جائے گا، اور کسی بھی افسر کے ذریعہ اس طرح کے کسی بھی فرائض کی انجام دہی تمام مقاصد کے لئے درست اور مؤثر ہوگی اور کسی بھی عدالت میں صرف اس بنیاد پر سوال نہیں اٹھایا جائے گا کہ ریاستی حکومت کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ ذمہ داری تفویض کرنا؛ اور شق (b) میں کہا گیا ہے کہ معمولی نوٹ میں الفاظ "اور فرائض" شامل کیے جائیں گے۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ اگر اپیل کے تحت فیصلہ تبدیل نہیں ہوتا تو اس کے سنگین نتائج کے پیش نظر مقنّنہ نے قانون کی متعلقہ دفعات کے پرامن اور ہموار کام میں کسی رکاوٹ سے بچنے کے لئے مناسب ترمیم کرنا ضروری سمجھا۔

ہائی کورٹ کے نقطہ نظر میں کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے جناب پاٹھک نے ایک

اور بنیاد پر ہائی کورٹ کے فیصلے کی حمایت کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے دلیل دی کہ چونکہ جانچ ڈپٹی کلکٹر کے ذریعہ نہیں بلکہ دفعہ 65 کے تحت تلاٹھی اور مملتدار نے کی تھی، لہذا ڈپٹی کلکٹر کا اعلان غیر قانونی تھا۔ دوسرے لفظوں میں، دلیل یہ ہے کہ ریاستی حکومت نے دفعہ 65(1) کے تحت اپنے اختیارات ڈپٹی کلکٹر کو تفویض کیے ہوں گے، لیکن ڈپٹی کلکٹر جو ریاستی حکومت کا نمائندہ ہے، اپنے اختیارات یا اختیار کا ایک حصہ اپنے ماتحت کو تفویض نہیں کر سکتا ہے، اور موجودہ معاملے میں انہوں نے یہی کیا ہے۔ یہ دلیل اس بنیاد پر آگے بڑھتی ہے کہ دفعہ 65(1) کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ڈپٹی کلکٹر کو خود جانچ کرنی ہوگی اور اس طرح کی جانچ کرنے کا کام کسی دوسرے ماتحت ریونیو افسر کو تفویض نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایک نمائندہ جس نے پرنسپل سے اختیار حاصل کیا ہے، اس کے بدلے میں، وہ اپنا اختیار اپنے کسی تفویض شدہ کو تفویض نہیں کر سکتا ہے، لیکن موجودہ معاملے میں کسی نمائندے کی طرف سے تفویض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ دفعہ 65(1) کے تحت صرف یہ ضروری ہے کہ ریاستی حکومت اور اس کا نمائندہ اس طرح کی جانچ کرنے کے بعد یہ اعلان کرے کہ زمین کا انتظام دوبارہ شروع کیا جائے گا۔ دوسرے لفظوں میں، جانچ کس شکل میں ہونی چاہیے، یہ معاملہ مکمل طور پر ریاستی حکومت یا اس کے نمائندے کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ موجودہ معاملے میں ڈپٹی کلکٹر نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحت افسروں کو جانچ کے مقصد سے متعلق مواد جمع کرنے کی ہدایت دیں۔ تالاٹھی نے موقع پر جا کر پتہ لگایا کہ آیا جواب دہندگان کی زمینیں مطلوبہ مدت کے لئے بنجر پڑی ہیں یا نہیں۔ انہوں نے اپنی رپورٹ مملتدار کو پیش کی۔ اس کے جواب میں مملتدار نے ڈپٹی کلکٹر کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ دوسرے لفظوں میں، ڈپٹی کلکٹر نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ متعلقہ مواد جمع کرنا ہے، تاکہ وہ اس سوال کی جانچ کر سکیں کہ زمینیں بنجر پڑی ہیں یا نہیں۔ ہماری رائے میں اس طریقہ کار میں کسی بھی وفد کا سوال شامل نہیں ہے۔ جانچ کی شکل اور اس کا طریقہ کار مکمل طور پر ڈپٹی کلکٹر

کی صوابدید میں ہے۔ دفعہ 65(1) کے تحت ڈپٹی کلکٹر کو خود زرعی کھیتوں میں جانا ہوگا اور موقع پر ہی پوچھ گچھ کرنی ہوگی کہ آیا وہ بنجر پڑے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ چاہے تو خود ثبوت قلمبند کر سکتا ہے، یا ثبوت کی قلمبندی اور موقع پر اصل معائنہ کسی ماتحت افسر پر چھوڑا جا سکتا ہے. اس طرح کے مقامی معائنے کی رپورٹ اور اس سلسلے میں جمع کیے گئے ثبوتوں کا ریکارڈ ڈپٹی کلکٹر کو بھیجا جائے گا، اور یہی وہ مواد ہوگا جس پر وہ خود جانچ کریں گے۔ اس طرح جانچ ڈپٹی کلکٹر کے ذریعہ کی جاتی ہے، حالانکہ مواد جمع کرنے کا مشینی کام ایک ماتحت ری وینیو افسر کو سونپا گیا ہے۔ ایسی صورت میں، ہم یہ نہیں دیکھتے کہ وہ اصول جو ایک نمائندہ تفویض نہیں کر سکتا ہے، کیسے عمل میں آتا ہے.

اپنی دلیل کی حمایت میں مسٹر پاٹھک نے کنگس بینچ ڈویژن کے ایلنگھم و دیگر بنام زراعت اور ماہی گیری کے وزیر کے فیصلے پر بھروسہ کیا ہے۔ اس معاملے میں عدالت نے کہا کہ ریگولیشن 62(1) کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کمیٹی اپنے افسران کو کاشت کی جانے والی زمین کا تعین کرنے کے اختیارات تفویض نہیں کر سکتی اور اس لیے اس سلسلے میں جاری کیا گیا نوٹس غیر موثر ہے اور اس کی تعمیل نہ کرنا جرم نہیں ہے۔ تاہم، ایسا لگتا ہے کہ کاؤنٹی کے لئے وار ایگریکلچرل کمیٹی نے ایگزیکٹو کمیٹی کی ہدایات کے تحت کام کرنے اور ایگزیکٹو کمیٹی کو سفارشات پیش کرنے کے لئے بگلسو ڈے ڈسٹرکٹ کمیٹی کو ایک ذیلی کمیٹی کے طور پر مقرر کیا تھا۔ بظاہر انہوں نے ایگزیکٹو آفیسر کو کچھ سفارشات پیش کیں اور ایگزیکٹو آفیسر نے اسی کے مطابق حکم دیا۔ ان حقائق پر چیف جسٹس لارڈ گوڈارڈ نے کہا کہ انہیں قواعد و ضوابط یا قانون میں ایسی کوئی چیز نہیں ملی جس کی وجہ سے ایگزیکٹو آفیسر حکم دے سکے۔ درخواست گزاروں نے عدالت کے سامنے دلیل دی

تھی کہ وہ اس معاملے پر ایگزیکٹو کمیٹی کے فیصلے کے حقدار ہیں اور اس معاملے میں کسی اور کو نہیں، اور اس دلیل کو اس معاملے کے حقائق پر برقرار رکھا گیا تھا۔ ہمیں نہیں لگتا کہ یہ معاملہ ہمارے سامنے اپیل میں مسٹر پاٹھک کی دلیل میں کس طرح مدد کرسکتا ہے، کیوں کہ اس طرح کی جانچ کرنے کے لئے کوئی تفویض شدہ نہیں ہے۔ موجودہ کارروائی میں ڈپٹی کلکٹر نے جو کچھ کیا ہے وہ تحقیقات کرنے کا اختیار تفویض کرنے کے لئے نہیں ہے، بلکہ اپنے ماتحت افسروں کے ذریعہ جمع کی گئی جانچ کے لئے ضروری مواد حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اس طرح مواد جمع ہونے کے بعد، انہوں نے خود مواد کا جائزہ لیا، تفتیش کی اور اس نتیجے پر پہنچے کہ زمینیں مطلوبہ مدت تک بنجر اور غیر کاشت شدہ رہیں۔ لہذا ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ مسٹر پاٹھک جس انگریزی فیصلے پر انحصار کرتے ہیں وہ موجودہ معاملے میں ان کی مدد نہیں کرتا۔

ایسا لگتا ہے کہ یہ اعتراض ہائی کورٹ کے سامنے اٹھایا گیا ہے اور اس نے اسے مسترد کر دیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صحیح ہے۔ درحقیقت ناتھو بھائی گنڈا بھائی دیسائی بمقابلہ ریاست بمبئی اور دیگر معاملات میں بھی اسی طرح کی دلیل ہائی کورٹ کے سامنے پیش کی گئی تھی اور اس نے اسے مسترد کر دیا تھا۔ اس معاملے میں ہائی کورٹ نے کہا ہے کہ چونکہ مقنّنہ نے یہ پوری طرح ریاستی حکومت یا تفویض کردہ اتھارٹی کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ اس طرح کی جانچ کرے جیسا کہ وہ مناسب سمجھتی ہے، اگر جانچ کی جاتی ہے تو عدالت اس بات پر غور نہیں کر سکتی ہے کہ آیا جانچ مناسب تھی یا بہتر جانچ سے بہتر نتائج نہیں مل سکتے تھے۔ بمبئی ہائی کورٹ میں اس نقطہ نظر کی مسلسل پیروی کی گئی ہے اور ہمیں اس کی درستگی پر شک کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے۔

نتیجتاً، اپیل کامیاب ہو جاتی ہے اور ہائی کورٹ کے ذریعہ منظور کردہ ڈگری کو

منسوخ کر دیا جاتا ہے اور ٹرائل کورٹ کے حکم کو بحال کر دیا جاتا ہے ۔ تمام اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں ہوگا.

اپیل کی اجازت ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and integrity of this document